OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

وحی و نبوت اور مغربی مصنفین: منٹگمری واٹ اور رابرٹ سپنسر کی آرا کا تقابلی جائزہ

Revelation and Prophethood: A Comparative Review of Montgomery Watt and Robert Spencer's Views

Dr. Tariq Aziz
Assistant Professor, Govt. Associate College, Kotmoman
Prof. Dr. Matloob Ahmad (Corresponding Author)
Head, Department of Arabic and Islamic Studies, The University of Faisalabad
Dr. Saima Munir
Visiting Assistant Professor. Department of Islamic Studies, University of Education, Lahore

Abstract

It is an undeniable truth that the channel through which revelation became known to humankind is prophethood. Both revelation and prophethood are thus intertwined; the explanation of one will remain wanting without reference to the other. But majority of the Orientalists have tried their best to criticize and accuse Qur'anic revelation with a lot of misconceptions and allegations concerning wahy since dawn. So, this paper tries to find out the Orientalists view and concept on wahy based on the writings of western scholars. This paper gives high focus on analyzing their concepts and views related the issue and to answer and rectify the misconceptions describing the real facts and teaching of Islam in the issue related to wahy. So, this paper will be helpful to establish fact on Qur'anic revelation to the Prophet. Like other Orientalists, William Montgomery watt and

CC BY

Robert Spencer have actually denied Islamic scholars views about revelation and Prophet hood in their Qur'an commentaries. In this paper, an effort has been made to examine the arguments of both western scholars and to deduce the actual position about this topic. In this research written with a descriptive, comparative and analytical approach, it is proved that according to Quran, sciences of Tafsir and Hadith literature, history and logic, the explicit concepts of both scholars about revelation of the Prophet Muhammad (PBUH) are baseless and have been rejected with the arguments given by the majority of the Muslim scholars and thinkers.

Key words: Revelation, Prophethood, Qur'an, Watt, Spencer, Orientalists

تعارف

مستشرقین عام طور پر اس نظریہ کے قائل ہیں کہ قرآن کریم اللہ کی کتاب نہیں بلکہ رسول کی تخلیق کردہ ہے اور وحی الٰہی کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ خواب میں نبی کریم (ﷺ) کوئی چیز تصور کر کے اسے لوگوں کے سامنے وحی الٰہی کے طور پر بیان کر دیتے۔ان کے بقول ابتدا میں نبی اکرم (ﷺ) نے اپنی نبوت کا جواز پیدا کرنے کے لیے تمام عظام بنی اسرائیل کو تسلیم کیا کیونکہ نبوت کا تصور بنی اسرائیل میں تھا اگر آپ بنی اسرائیل کا سہارا نہ لیتے تو محل نبوت تسلیم نہ ہوتا۔ لیکن اس کے بعد جب نبی اکرم (ﷺ) کو قوت مل گئی تو نبی اکرم (ﷺ) نے نبوت کو اپنی ذات پر ختم کر لیا اور اپنے دین کو دیگر ادیان کا ناسخ قرار دے دیا تاکہ مسلمان قدیم ادیان کی طرف توجہ نہ دے سکیں اور یہ حقیقت مخفی رہے کہ اسلام ان سابقہ ادیان سے ماخوذ ہے۔ محمد ﷺ کی نبوت اور ان کی وحی یعنی قرآن مجید کی طرف ہمیشہ مغربی مستشرقین راغب رہتے ہیں۔ قرون وسطی کے پرانے الزامات کا خلاصہ انہوں نے ترک کر دیا گیا ہے، لیکن ان کی جگہ جدید ترین نظریات نے لے لی ہے۔ لہذا مستشرقین محمد ﷺ کی نبوت سے پریشان ہیں۔ ان کی پریشانی کا لب لباب یہ ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کے اس دعوے کو صحیح تسلیم کیے بغیر ہی وحی کے جواز کی عقلی توجیح پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

Companion to the Qur'an (منٹگمری واٹ)[1] اور Blogging the Qur'an (رابرٹ سپنسر)[2] کی وحی اور نبوت محمدی پر آراء

منٹگمری واٹ اور رابرٹ سپنسر نے اپنی قرآن کمنٹریز میں نبوت و رسالت پر مختلف آراء پیش کی ہیں۔ولیم منٹگمری واٹ نبوت و رسالت نبوی ﷺ کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "About the year AD 610 a merchant in a moderate way at Mecca, called Muhammad, began to have religious experiences.

More particularly there were times when he found in his heart certain words, constituting shorter or longer passages of rhythmic prose with rhyme or assonance; and from various circumstances he became convinced that these passages were messages or revelations from God which he had to communicate to the people of Mecca. The revelations continued until Muhammad's death in 632."[3]

"سن 610 کے قریب مکہ میں اعتدال پسند طریقے سے ایک سوداگر، جسے محمد (ﷺ) کہا جاتا ہے، کو مذہبی تجربات ہونے لگے۔ زیادہ خاص طور پر ایسے وقت بھی آئے تھے جب اسے اپنے دل میں کچھ الفاظ ملتے تھے، جو شاعری یا گداز کے ساتھ خوش آہنگ نثر کی چھوٹی یا لمبی عبارتیں تشکیل دیتے تھے۔ اور مختلف حالات سے ان کو یہ یقین ہو گیا کہ یہ آثار خدا کی طرف سے پیغامات یا انکشافات ہیں جو انہیں مکہ کے لوگوں تک پہنچانا تھا۔ انکشافات 632ء میں محمد کی موت تک جاری رہے۔"

پروفیسر واٹ آپ ﷺ کی نبوت کے بارے میں مزید لکھتا ہے:

"I maintain that the only reasonable explanation of this fact is that Muhammad was as truly inspired by God as were the Old Testament prophets Moreover, while the latter were for the most port critics of an existing religion as it was being practiced, Muhammad had the mission of bringing belief in God to people with virtually no religion."[4]

میں سمجھتا ہوں کہ اس حقیقت کی واحد معقول توجیہہ یہ ہے کہ محمد (ﷺ) اتنا ہی خدا کی طرف سے الہامی طور پر متاثر ہوئے تھے جیسا کہ عہد نامہ قدیم پیغمبروں کے تھے، جبکہ مؤخر الذکر ایک موجودہ مذہب کے سب سے زیادہ نقاد تھے جیسا کہ اس پر عمل کیا جا رہا تھا، محمد کا مشن تھا خدا پر اُن لوگوں کا یقین دلانا تھا جن کا عملی طور پر کوئی مذہب نہیں ہے۔

نزول وحی کے ابتدائی واقعات کی تکذیب کرنے کے بعد کہتا ہے کہ جو کچھ آنحضور (ﷺ) لوگوں کے سامنے پیش کر رہے تھے، یہ اسے وحی الٰہی ثابت کرنے کا ایک معروضی جواز ہے۔ پروفیسر واٹ اپنے الفاظ میں اسے یوں بیان کرتا ہے:

"یہ اپنے آپ کو خدا کا فرستادہ سمجھنے کا ان کی طرف سے اعلیٰ ترین جواز تھا۔ یہ مشاہدات قرآن پاک میں اس دعویٰ کی تصدیق کے لیے بیان کئے گئے ہیں کہ وہ اجزا، جو محمد ﷺ لوگوں کو پیش کر رہے ہیں اور جن کے بارے میں ان کا دعویٰ ہے کہ یہ خدا کی وحی ہے، ان کا یقیناً ایک معروضی جواز ہے اور وہ ان کے لیے شدید مغالطہ یا انکی ارادی ایجاد نہیں۔"[5]

ایک اور مقام پر تو صراحت کے ساتھ وحی کو آنحضور کے تصورات و نظریات قرار دیتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ "سو یہ بات اس سے عدم مطابقت نہیں رکھتی کہ ہم ان تصورات کو محمد (ﷺ) کے اپنے قرار دیں اور ساتھ ساتھ ہم یہ سمجھیں کہ وہ انہیں باہر سے آتا ہوا سمجھنے میں مخلص تھے۔"[6] آپ ﷺ کی نبوت کے بارے میں واٹ لکھتا ہے کہ "اس سارے عمل میں مستعد علمیت کا تقاضا ہے کہ ہم محمد کی اس بات پر یقین رکھیں کہ وہ خدا پر یقین رکھتے تھے اور نہ صرف اصل وحی بلکہ انکشافات کی تکرار اور ترمیم اور ساتھ ہی آیات کی سورتوں میں تقسیم خدا کی طرف سے تھی۔[7] تاہم، ان تمام وضاحتوں کے باوجود واٹ بالآخر کہتا ہے کہ نبی پر جس طرح سے وحی آئی وہ اب بھی ایک معمہ ہے۔ اس کے باوجود ہم دو چیزوں کا یقین کبھی بھی نہیں کر سکتے ہیں کہ یہ خدا ہی ہے جس نے پہلی وحی بھیجی ہے اور الفاظ کی شکل جو شعور نبی میں خدا کی طرف سے بھجی گئی سچائی پر مشتمل ہے۔[8]

رابرٹ سپنسر آپ ﷺ کی وحی کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "These and other passages suggest that some people around Muhammad mocked his prophetic pretensions by representing their own writings, or folkloric or apocryphal material, as divine revelation, and selling them to him."[9]

> یہ اور دوسرے حصوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ محمد کے آس پاس کے کچھ لوگوں نے ان کی اپنی تحریروں، یا لوک کہانیوں یا غیر مستند مواد کو بطور الہی وحی ظاہر کر کے اور اس کے پاس بیچ کر اس کی پیش گوئی کا مذاق اڑایا۔

ابرٹ سپنسر لکھتے ہیں کہ "مسلمانوں کا خیال ہے کہ محمد (ﷺ) کی ولادت کے وقت ایک نبی کا عرب میں انتظار تھا، اور یہودی اور عیسائی صحیفوں نے اس کے آنے کی پیش گوئی کی تھی۔"[10] رابرٹ سپنسر اپنے تصور وحی کے بارے میں ایک انٹرویو میں کہتا ہے کہ "اسے یقین ہے کہ بائبل الہامی ہے۔ اس کے نزدیک عیسائیوں کا خاص طور پر کیتھولک کا تصور وحی مسلمانوں کے تصور وحی سے مختلف ہے۔"[11] وہ لکھتا ہے کہ محمد (ﷺ) ایک افسانوی تاریخی کردار ہیں جن کو ابھی مکمل طور پر تلاش کرنا باقی ہے۔[12] مزید بر آں وہ لکھتا ہے کہ شائد محمد (ﷺ) نامی شخص کا تاریخ میں وجود ہی نہ ہو۔[13] اسی موضوع پر وہ مزید لکھتا ہے: "محمد (ﷺ) کے نبی ہونے کے دعوے کے لئے سب سے زیادہ سنگین اور پیچیدہ مسائل، ان کے کیریئر کے تیئس سالوں میں اور پوری تاریخ اسلام میں، یہودی، عیسائی اور دوسرے ذرائع پر ان کا واضح انحصار تھا۔"[14]

آراء کا تنقیدی، تحقیقی و تقابلی جائزہ

مستشرقین بالخصوص تھیوڈر نولد یکی(Theodor Noldeke،1836-1930)،ہنری لامنس (Henri Lammens،1862-1937) منٹگمری واٹ اور ولیم میور نے نبی اکرم ﷺ کی نبوت کو ایک خام خیالی اور خواب تصور کیا ہے اور صدیوں تک اہل مغرب محمد کی نبوت کا انکار کرتے رہے ہیں۔ ان کا منصوبہ یہ تھا کہ اپنی علمی قابلیت اور ذہنی استعداد سے نبوت کے اس تصور کو ختم کر دیں گے جو اسلام کی اولین بنیاد ہے۔ مسلمان اہل قلم کی جانب سے نبوت کے خلاف لڑی گئی جنگ کا ہر محاذ پر مقابلہ کیا گیا جب منٹگمری واٹ جیسے مغربی علماء کو احساس ہوا کہ نبوت کے مکمل انکار سے بات بنتی نظر نہیں آ رہی ہے تو انہوں نے اسے مقامی یا خاص خطے اور رقبے میں محدود قرار دیا جو محض عربوں تک ہی بر قرار رہی اور جس مذہبی

پیشوا یا شخصیت کے وہ عقیدت مند ہوتے ہیں اسے آفاقی و عالمی حیثیت عطا کرتے ہیں۔اسی طرح منٹگمری واٹ کا تصورِ نبوت بھی مبہم ہے آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے کے بارے میں واٹ کی رائے ہے کہ "اس کا شاید مطلب یہ تھا کہ محمد وہ مہر تھا جس نے پچھلے نبیوں کی سچائی کی تصدیق کی تھی، لیکن اب یہ بات عالمگیر طور پر مسلمانوں کے ذریعہ کی گئی ہے کہ محمد انبیاء میں آخری ہیں، جس کے بعد کوئی دوسرا نہیں ہو گا۔"[15] ان کی آراء کے متعلق ڈاکٹر عبد القادر جیلانی رقمطراز ہیں:

"صدیوں تک تو مغرب نے نبوت کو ہی تسلیم نہیں کیا پھر جب دانشوروں کو انکار میں دقت ہونے لگی تو انہوں نے نبوت کو مقامی قرار دیا جو محض بطحا یا عربوں تک محدود تھی۔لوگ اپنے عیوب دوسروں سے منسوب کرنے کی کوشش کرتے ہیں یہ ہی اسلام کے ساتھ بھی کیا گیا۔اور جو روز اول سے عالمی دعوت کے مدعی ہو ان کی دعوت کو مقامی ٹھہرایا جائے کیا یہ بائبل کی خامی کو قرآن سے منسوب کرنے کی جسارت نہیں ہے۔"[16]

مصنف نے قرآن کریم کی متعدد آیات سے یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی نبوت و رسالت عالمی و آفاقی تھی نہ کہ مقامی و علاقائی تھی۔واٹ کے نزدیک غالباً پیغمبر کا تصور ہی محدود ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ اس سے بڑھ کر آنجناب ﷺ کو بھی بیان نہ کر سکا۔اس کا خیال ہے کہ جو پہلے سے ہی حاملین کتاب و شریعت ہیں، محمد (ﷺ) کا زاویہ خطاب ان کو نہیں ہے، بلکہ ان کو ہے جن تک یہ علم ربانی نہیں پہنچ پایا۔[17] حضرت محمد کی نبوت کی عالمگیر ہونے کا اعلان سورہ فرقان میں ہے کہ " آپ ﷺ کو تمام لوگوں کو آگاہ کرنے والا کہا گیا ہے۔"[18] واٹ اور سپنسر جیسے مغربی علماء سے پہلے نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں یہود و نصاریٰ کو یہ بات قطعی ناقابل برداشت تھی کہ نبوت بنی اسماعیل میں جائے۔انہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مغربی اسکالرز نے بھی نبی اکرم ﷺ کی نبوت کا انکار کیا۔ان کے لئے یہ بات اور زیادہ تکلیف دہ تھی کہ نبوت کا اختتام حضرت محمد پر ہو اور اپنے لیے تو وہ کسی نہ کسی نبی کو تصور کر لیتے ہیں لیکن اعتراض بس نبی کریم ﷺ کی نبوت پر ہے۔اس سلسلے میں مولانا قاسم نانوتوی لکھتے ہیں کہ "اگر اور (دوسرے) مذہبوں کے پیشوا فرستادہ خدا اور من جملہ خاصان خدا تھے تو ہمارے پیغمبر بدرجہ اولیٰ فرستادہ خدا اور مقبول خدا ہے اگر اوروں میں فہم و فراست تھی تو یہاں کمال فہم تھا۔اوروں میں اگر اخلاق حمیدہ تھے تو یہاں پر خلق میں کمال تھا اگر اوروں میں معجزے اور کرشمے تھے تو یہاں ان سے بڑھ کر معجزے اور کرشمے تھے۔"[19] دونوں مستشرقین کے اعتراض کا جواب ڈاکٹر ہینری سٹبے(Henry Stubby، 1632-1676) کی اس بات میں موجود ہے جو لکھتے ہیں "ہمارا محمد (ﷺ) کے بارے میں یہ نیا مفروضہ کے وہ باقاعدہ نبوت اور قرآن کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے ہیں اور ان کا مذہب جھوٹا اور جاہلانہ دعوؤں کا مجموعہ ہے اب یہ سب باتیں حماقتیں سمجھی جانے لگی ہیں۔"[20] یہاں یہ نکتہ قابل غور ہے کہ واٹ جیسے مستشرقین حضرت محمد کو ایک معاشرتی سماجی مصلح تو مانتے ہیں مگر پیغمبر نہیں۔خرم مراد صاحب ان حضرات کے جواب میں لکھتے ہیں کہ "آخر ایسا کیوں ہے کہ جو لوگ نبوت کی شکل میں وحی الٰہی پر یقین رکھتے ہیں وہ حضرت محمد کو اللہ کا پیغمبر نہیں مانتے۔ظاہر ہے اس لیے نہیں کہ وہ اس تصور کو خلاف عقل اور غیر سائنٹیفک سمجھتے ہیں بلکہ اس لیے کہ ان کا خیال ہے کہ حضرت محمد ﷺ اس معیار پر پورے نہیں اترتے کہ جس پر کسی کو ایک سچے پیغمبر کی حیثیت سے قبول کیا جا سکتا ہے۔"[21] آپ ﷺ کی نبوت و وحی کے بارے میں واٹ لکھتا ہے کہ "ایک شخص بغیر کسی تضاد کے یہ بات پکڑ سکتا ہے کہ محمد واقعی یہ مانتے ہیں کہ خدا کی طرف سے ان پر وحی آ رہی ہے لیکن وہ اس عقیدہ میں غلطی پر تھے۔"[22] گویا کہ مصنف بذات خود اس سلسلہ میں

گومگو کی کیفیت سے دوچار ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ورقہ بن نوفل اور حضرت خدیجہؓ نے انہیں اپنی نبوت پر یقین دلانے کی کوشش کی۔ وہ لکھتا ہے کہ "خدیجہؓ کے ایک چچازاد ورقہ جو عیسائی ہو چکا تھا اور جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو یہ یقین کرنے میں مدد دی کہ ان کے پاس ویسی ہی وحی آرہی تھی جیسی یہودیوں اور عیسائیوں کے پاس آئی، اور یہ خدیجہؓ ہی تھیں جن کی طرف محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے رجوع کیا، جب انہیں پریشانی کے لمحوں میں اپنے پیغمبر ہونے کے منصب کے بارے میں شک ہوا۔"[23] حضرت محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اپنی نبوت کا دعوی یونہی نہیں کر دیا تھا بلکہ بذریعہ وحی حضرت محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو اس بات کی تلقین کی گئی تھی۔ قرآن کریم کی بہت سی آیات اس کی وضاحت کرتی ہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے کہ "ہم نے آپ کو لوگوں پر رسول بنا کر بھیجا ہے اور اس پر اللہ کی گواہی کافی ہے"[24] سورۃ آل عمران میں اللہ تعالی فرماتا ہے کہ " محمد اللہ کے رسول ہیں"[25] مخالفین اسلام چاہے وہ عہد نبوی میں یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی شکل میں رہے ہو یا آج کے رابرٹ سپنسر جیسے مستشرقین۔ یہ حضرت محمد (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) کی معجزانہ شخصیت سے بخوبی واقف ہونے کے بعد بھی وہ اس بات پر مصر ہیں کہ حضرت محمد اللہ کے نبی نہیں ہیں حالانکہ حضرت محمد سے قبل کے تمام انبیاء نے حضرت محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے آخری نبی ہونے کی بشارت دی۔ حضرت عیسی نے حضرت محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے بارے میں یوں خوشخبری دی کہ "جن کا نام احمد ہے پھر جب وہ ان کے پاس کھلی دلیلیں لائے تو یہ کہنے لگے یہ تو کھلا جادو ہے۔"[26]

حضرت محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ان تمام پیغمبروں کے بالکل آخر میں تشریف لائے جن پر یہود و نصاریٰ اور مسلمان ایمان رکھتے ہیں یہ کوئی مذہبی نظریہ نہیں بلکہ تاریخی حقیقت ہے لیکن حضرت محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے کبھی تمام پیغمبروں سے بہتر اور اعلی پیغمبر ہونے کا یا کسی تاریخی عمل کا نقطہ عروج ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔[27] مستشرقین نے حضرت محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی نبوت سے گریز کرنے یا اسے جھٹلانے کی خاطر بہت سی پیچیدگیاں پیدا کر دی ہے۔ ایک واضح حقیقت کے انکار کر دینے کے بعد بہت سی الجھنوں میں خود ہی گرفتار ہوگئے ہیں پھر تو انہیں کسی بھی پیغمبر کی اللہ سے ہم کلامی، کیفیت وحی، معجزات اور روحانی وارداتیں سب کو ایک سرے سے جھٹلانا ہوگا اور اس کے مکمل وجود سے دستبردار ہونا ہوگا حالانکہ یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ انبیاء اس دنیا میں ہمیشہ سے ہی مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ عالمی مذاہب کا وجود ان کی کامیاب اور پر خلوص کوششوں کا نتیجہ ہے عالمی تہذیب و تمدن کے سرچشمے انہی کے ذریعے پھوٹے ہیں ہر نبی نے ببانگ دہل اعلان کیا کہ وہ اللہ اور اس کے بندے کے درمیان ایک واسطہ ہے اور انہیں وہی پیغام سناتا ہے جو خالق کائنات کی طرف سے اسے بطور وحی عطا ہوتا ہے۔ جس کا مقصد اولین ہدایت ہونے کی دعوت دیتے ہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہم فریضہ انجام دیتے ہیں۔ تاریخی حوالوں سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی ہوئی ہے کہ حضرت آدم تا حضرت عیسی ہر نبی کا تعلق وحی سے پایا جاتا ہے۔ البتہ وحی کی کیفیات الگ الگ نظر آتی ہیں۔ ان جداگانہ کیفیات کے باوجود یہ امر مشترک ہے کہ انبیاء کا ایک غیر عام فہم تعلق عالم بالا سے ہوا ہے اور یہ تعلق وحی کہلاتا ہے۔ پس انبیا اور وحی کا تعلق لازم وملزوم ہے۔[28] مولانا ثناء اللہ امر تسری نے اپنی تفسیر میں قرآن کریم کی متعدد آیات سے یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت محمد نبی منجانب اللہ تھے آپ کے اعلی اخلاق و کردار زہد و تقوی اور تعلیم و تزکیہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے قلب میں عظمت الہی نہایت درجہ کی پائی جاتی تھی تنظیم خداوندی کے برعکس اپنی عزت ہیچ جانتے تھے ہر طرح سے خدا کی توحید اور تعظیم ہی کی تعلیم دیتے رہے یہاں تک کہ بمقابلہ خدا کے اپنا مرتبہ بجز عبودیت کے کوئی دوسرا تجویز نہیں فرمایا۔[29] مولانا معترضین سے سوالیہ انداز میں مخاطب ہوتے ہوئے لکھتے ہیں:

" کیا ایسا شخص جو ہر طرح سے خدا کی عظمت کرتا ہو اور اس کی توحید کا قائل نہ خود ہو بلکہ دوسروں کو بھی باوجود مخالفت شدیدہ کے یہی سکھاتا ہو اور اسی تعظیم الٰہی کے سبب سے ہی اپنے گھر سے نکالا جائے مگر وہ اس کی کچھ بھی پرواہ نہ کرے تو ایسا خدا کا بندہ بھلا ایسے جراءت کر سکتا ہے کہ خدا پر جھوٹا دعویٰ پیش کرے۔"[30]

مولانا امر تسری نے متعدد احادیث و روایت نقل کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت محمد ﷺ ہر لحظہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و بزرگی کو ملحوظ خاطر رکھتے تھے۔ حضرت محمد ﷺ کی انکساری و عاجزی کا یہ عالم تھا کہ اپنی تعریف کے بالمقابل اللہ کی تعریف کرنا اور سننا پسند کرتے تھے۔[31] مسلمانوں کے نزدیک قرآن کلام الٰہی ہے جو حضرت جبرئیل کے توسط سے محمد ﷺ پر اتارا گیا ہے جو اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں وحی کا سر چشمہ نبی کا "اندرون" نہیں ہوتا، نبی کو خود یقین ہوتا ہے اور وہ اعلان بھی کرتا ہے کہ وحی کا سر چشمہ اللہ تعالیٰ ہے۔[32] محمد شریف قاضی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ "حضرت محمد ﷺ کی نبوت کے دلائل تو بے شمار ہیں ان میں سے چند قرآن، مصدق صادق اور شق القمر ہیں جن کی اہمیت سے کسی طور بھی انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ کو قبل از نبوت معلوم تھا کہ کتاب و ایمان کیا ہوتے ہیں۔"[33] پھر حضرت محمد ﷺ کا چالیس سال بعد اچانک اتنا بڑا کارنامہ کر دکھلانا کہ ایک عظیم الشان اعجازی کلام قرآن حکیم کی شکل میں دنیائے انسانیت کے سامنے پیش کر دینا جس کی نظیر لانے میں انس و جن عاجز ہیں۔ حضرت محمد ﷺ کی نبوت کا ایک بین اور واضح ثبوت ہے۔[34] بعثت سے پہلے حضرت محمد ﷺ کی زندگی کے بارے میں کفار مکہ بھی بڑے معترف تھے وہ حضرت محمد ﷺ کو صادق و امین کے لقب سے پکارتے تھے اور آپ ﷺ کی صداقت و امانت ہی کی وجہ سے اپنی امانتیں آپ کے پاس رکھا کرتے تھے۔[35] مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے حضرت محمد ﷺ کی رسالت کو چھ طریقوں سے ثابت کیا ہے۔ (1) معجزات (2) آپ کے اخلاق و کردار (3) حضرت محمد ﷺ کی پاکیزہ شریعت (4) حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات کی اشاعت (5) حضرت محمد ﷺ کا ظہور (6) بائبل میں حضرت محمد ﷺ کی بشارتیں۔ ان تمام چیزوں کو انہوں نے عقل و نقل اور استدلال کے ذریعے ثابت کیا ہے کہ حضرت محمد ﷺ نبی کاذب ہو ہی نہیں سکتے۔[36] واٹ اور سپنسر کے لیے تاریخ کی کتابوں میں ایسے دلائل اور شواہد موجود ہیں جو بتاتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کی نبوت و رسالت برحق ہے اگر وہ مسلمانوں کی مذہبی کتاب کو اس لائق نہیں سمجھتے کہ اس کے احکام و فرامین سے نبوت کی تصدیق کریں تو انہیں چاہیے کہ کم از کم تورات و بائبل سے ہی رجوع کریں جو ان کے اپنے مذاہب کی بنیادی کتابیں ہیں اس کے باوجود بھی اگر ان کی مذہبی عصبیت اعتراف حقیقت کے قبول کرنے میں مانع ہے تو یہ الگ بات ہے۔ مستشرقین نے حضرت محمد (ﷺ) کی عظمت اور شان کو گھٹانے کے لیے دفتر کے دفتر سیاہ کر دیے۔ دنیا جانتی ہے کہ اس چراغ کو بجھانے کی ساری کوششیں آج تک بارآور نہ ہو سکی اور اس چراغ سے چراغ جلنے کا عمل آج تک جاری ہے۔ وحی الٰہی پر ہی نبوت کا انحصار ہے۔[37]

منٹگمری واٹ اور سپنسر نے مسیحی تصور وحی کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بہت سے عیسائیوں کا صدیوں سے یہ اعتقاد رہا ہے کہ بائبل کے الفاظ خود خدا کے الفاظ ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح مسلمانوں کے نزدیک قرآن کے الفاظ خدا کے الفاظ ہیں تاہم عیسائیوں کے نزدیک اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ الفاظ خدا نے خارجی طور پر کسی فرشتے کے ذریعے مصنفین کتب مقدسہ تک پہنچائے۔ بلکہ ان کا اعتقاد یہ تھے کہ مصنفین کتب مقدسہ اس طور سے انسپائر کیے گئے کہ جو الفاظ انھوں نے لکھے وہ

در حقیقت خدا ہی کے الفاظ تھے۔[38] مستشرق واٹ کے مسلم تصور الفاظ خداوندی کو مسیحی تصور الفاظ خداوندی سے ہم آہنگ کرنے کی مذکورہ کوشش سے مقصود در حقیقت قرآن کو الفاظ خداوندی ثابت کرنا نہیں بلکہ اس سے مطلوب یہ نتیجہ نکالنا ہے اگر بالفرض قرآن کو الفاظ خداوندی بھی مان لیا جائے تو بھی اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ قرآنی الفاظ خارج سے بذریعہ جبرئیل نازل ہونے والے ٹھیک ٹھیک خدائی الفاظ ہیں۔ 39 وہ نزول وحی کے مختلف طریقوں سے متعلق روایات کے حوالے سے دو امکانات کا ذکر کر رہے ہیں پہلا امکان یہ ہے کہ اگر یہ روایات درست ہیں تو بھی ان سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت محمد کو خدا کی طرف سے حقیقتاً پیغامات موصول ہوتے تھے۔ دوسرا امکان یہ کہ اگر یہ روایات نامعتبر ہوں تب بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور کو ایسے پیغامات موصول نہیں ہوتے تھے۔[40] مستشرقین کے ہاں کتابیات کی معلومات اور تاریخی واقعات کی اصلاح و تصحیح زیادہ اہمیت کی حامل اور قابلِ تحقیق ہے۔[41] وہ وحیِ قرآنی میں شکوک وشبہات اور کتابت و تدوینِ قرآن کو ایک دقیق علمی الجھن کے طور پر پیش کرتے ہیں۔[42] واٹ کا یہ قطعی جھوٹا بیان ہے جو اسلام کو ثقافتی اور فلسفیانہ عناصر سے ماخوذ قرار دیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ وحی حتمی ہے اور اس سے نہ صرف ان کی اصلی شکلوں میں پچھلے انکشافات کی سچائی کی تصدیق ہوتی ہے، بلکہ ان کا مادہ بھی اس میں شامل ہے، جس سے حقیقت کو ثقافتی تخلیق اور نسلی ایجادات سے الگ کیا جا سکتا ہے۔[43] اسکالر تمیم اسامہ (Thameem Ushama) کے مطابق واٹ ایک گمراہ کن نتیجے پر یہ کہہ کر پہنچے تھے کہ آخری نبی محمد (ﷺ) نے قرآن مجید کو الہی پیغام ماننے میں غلطی کی ہو گی۔[44] وحی کا انکار دونوں مستشرقین نے دو وجوہات کی بنا پر کیا ہے۔ ایک تو یہ کہ مذہبی عصبیت کی بنیاد پر وہ نبوت کے منصب جلیلہ پر حضرت محمد ﷺ کو کبھی نہیں دیکھنا چاہتے تھے۔ اور وحی دراصل اللہ کا وہ کلام ہوتا تھا جو کسی نبی پر نازل کیا جاتا تھا تاکہ وہ انسانوں کو خیر اور شر سے آگاہ کریں دوسری وجہ یہ تھی کہ یورپ میں علوم و فنون کی ترقی اور سائنس و ٹیکنالوجی کی ترقی و برتری نے مذہب اور اس کی تعلیمات پر شدید ضرب لگائی۔ مذہب سے بیزاری کا رجحان تیزی سے فروغ پایا مذہب کی ہر چیز کو میزان عقل پر تولے جانے لگا کسی چیز کو پرکھنے کے لیے سائنٹیفک اصول طے پایا مذہبی عقائد و تصورات جو ماورائے عقل و فہم تھی ان کو مشکوک و مشتبہ قرار دیا گیا اور انہیں جدید معاشرے میں غیر ضروری ٹھہرایا گیا یہ دو ہی وجوہات تھیں جن کی بنیاد پر وحی کا انکار کیا گیا۔ اس موضوع پر مولانا اشرف علی تھانوی (1863-1943ء) نے وحی کی کیفیات بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ "وحی کی شان تو ان سب سے ارفع اور اتصال عالم باطن میں وہ سب سے اقوی ہے۔ کہ ہم لوگ اس کی پوری حقیقت بھی نہیں سمجھ سکتے۔"[45] مولانا سعید احمد (1948-2020) لکھتے ہیں:

> "اہل مغرب تمام مذہبی قوموں کی طرح سولہویں صدی تک تو وحی کے قائل رہے کیونکہ ان کی کتابیں انبیاء کے حالات و واقعات سے پر تھیں۔ جب سائنس و ٹیکنالوجی کا دور شروع ہوا اور روحانیت سے ہٹ کر لوگوں کی توجہ زیادہ ہو گی تو پھر فلسفہ مغرب نے اعلان کیا کہ وحی کا مسئلہ بھی ان پرانے خرافات میں سے ہے جو جہالت و نادانی اور وہم پرستی کے باعث انسانوں کے قلب و دماغ پر اب تک مسلط رہے ہیں اس فلسفہ نے مابعد الطبیعی حقائق کے انکار میں اس درجہ غلو کیا کہ سرے سے خدا اور روح کا ہی انکار کر دیا اس سلسلے میں وحی کی نسبت یہ کہا گیا کہ یہ یا تو نبوت کا دعوی کرنے والوں کی اختراع ہیں جو انہوں نے لوگوں کی توجہات کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے تیار کر لی ہے۔ حالانکہ حقیقت میں ان کی کوئی اصلیت نہیں ہوتی۔"[46]

مولانا سعید احمد وحی کی حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وحی دراصل روح انسانی پر ایک خاص قسم کی تجلی کا نام ہے۔ جو لوگ مادیت کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں اور جن کی قوت فکر و نظر اس درجہ میں محدود ہے کہ وہ جسم اور مادہ کی حد بندیوں سے گزر کر روح اور عالم مجردات کی باتوں کو سمجھ ہی نہیں سکتے ان کو تعجب ہو گا کہ حضرت محمد ﷺ کو یا کسی اور نبی کو بشر ہونے کے باوصف ایسا کون سا مقام پیش ہے جس میں حضرت محمد ﷺ حواس سے بے تعلق ہو کر عالم یقین و مشاہدہ کی حقیقتوں کو علی وجہ البصیرت دریافت کر سکیں اور پھر انہیں محفوظ بھی کر لے۔ لیکن یہ لوگ اگر ذرا وسعت نظر سے کام لے کر اپنے احوال گردو پیش کا جائزہ لیں اور زندگی کے بعض نادر اور اہم واقعات کا عمق نظر سے مشاہدہ کریں تو اس دنیا میں ہی بعض مثالیں مل جائیں گی جن سے وحی و الہام اور عالم مجردات سے تعلق کی نسبت ان کا استعباد دور ہو سکتا ہے اور وہ یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ ہمارے حواس ظاہرہ و باطنہ کے علاوہ بھی خاص خاص لوگوں میں بعض ایسی قوتیں ہوتی ہیں جن کے ذریعے وہ بالکل حواس کی طرح اشیاء کو محسوس وہ معلوم کر سکتے ہیں۔[47] مولانا امین احسن (1904-1997) سورۃ النساء کی آیت 163ء164 کے حوالے سے استدلال کرتے ہوئے سپنسر جیسے منکرین وحی کو یوں جواب دیتے ہیں:

> " جب انبیاء کا ایک طویل سلسلہ موجود ہے اور ان پر جن باتوں اور جن شکلوں میں وحی آئی ان کے بھی دفاتر موجود ہیں تو ان لوگوں کی طرف سے تمہاری صداقت کے ثبوت کے لیے ایسے بے سروپا مطالبات کے کیا معنی ہیں جو ان تمام نبیوں اور رسولوں کے نام لیوا بھی ہیں اور ان تمام کتابوں کے حامل ہونے کے مدعی بھی جو انبیاء پر نازل ہوئیں۔"48

سر جان کلب (John Bagot Glubb، 1897-1986) وحی محمدی کی سچائی کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "اس بات کی تردید کرنا مشکل ہے کہ محمد کی بعثت عہد نامہ قدیم وجدید میں اس سے ملتے جلتے کئی الہامات کے بیان عیسائی صوفیوں اور ممکنہ طور پر ہندو اور دیگر مذاہب کے بھگتوں سے گہری مشابہت رکھتی محسوس ہوتی ہے۔ ایسے مکاشفات اکثر عظیم حرمت وو قار اور بطلانہ اخلاقیات کی حامل زندگیوں کے آغاز کی علامت ہوتے ہیں۔ ایسے مظہر کو فریب نفس سے تعبیر کرنا اس کی مناسب وضاحت محسوس نہیں ہوتی۔"[49] ڈاکٹر صبحی صالح (پیدائش 1953) اس سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ "سب انبیاء پر نازل شدہ وحی ہر لحاظ سے بالکل ہم رنگ و ہم آہنگ ہے کیونکہ وحی کا ماخذ و مصدر بھی ایک ہے اور اس کی غرض و غائیت بھی متحد۔"[50] پروفیسر ادوار مونتیہ لکھتے ہیں کہ "محمد ٹھیک اسی طرح سچے نبی تھے جس طرح زمانہ قدیم میں انبیاء بنی اسرائیل سچے نبی تھے۔ انہی پیغمبروں کی طرح محمد خواب دیکھتے تھے اور وحی الٰہی ان پر اترتی تھی۔"[51] وحی کی وضاحت میں علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ "انبیاء کا خواب دیکھنا بھی وحی ہے اور وہ یہ بات صحیح ہے مگر یہ کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ تمام قرآن کا نزول حالتِ بیداری میں ہوا ہے۔"[52] دونوں مستشرقین کو اس حقیقت کو تو بہر حال تسلیم کرنا چاہیے کہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ پر بھی وحی نازل ہوتی رہی اور ان کی کتابیں بذریعہ وحی ہدایت انسانی کے لئے نازل ہوئی۔ وحی کے ذریعے ہی خالق کائنات انسان سے ہم کلام ہوتا ہے رسول ایک واسطہ ہوتا ہے اللہ تعالی انتہائی محفوظ ذریعہ سے وحی پیغمبروں تک پہنچاتا ہے ایک فرشتہ اس اہم کام کے لیے مامور ہوتا ہے وحی انسانی عقل سے ماوراء شئے ہے۔ انسانی عقل و فہم محدود ہے وحی کو اگر انسان اپنی عقل سے سمجھنا چاہے یا سائنٹیفک طرز پر پرکھنا چاہے تو اسے ناکامی اٹھانی پڑے گی کیونکہ وحی علم غیب ہے جس کی ترجمانی وقت کا پیغمبر کرتا ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے انبیاء

رسالت و نبوت سے متعلقہ امور کو واضح طور پر بیان کر دیتے ہیں انہیں اس کی خصوصی فہم اور کلی استعداد منجانب اللہ عطا ہوتی ہے وحی ہر کس و ناکس کو نہیں ملتی ہے اس کے لئے اللہ تعالی اپنے خاص بندوں کو منتخب فرماتا ہے۔

خلاصۂ بحث

دونوں مستشرقین میں سے اگرچہ واٹ نے اپنے خاص نظریہ کے مطابق آپ ﷺ کو نبی مانا تو رابرٹ سپنسر نے مکمل طور پر آپ ﷺ کی نبوت حتی کہ ایک دوسری کتاب میں آپ ﷺ کے وجود کا انکار کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔ یہ ایک غیر منصفانہ اور غیر اخلاقی طرز عمل ہے کہ انتہائی مستند اسلامی ذرائع کی موجودگی میں غیر مسلم ذرائع میں محمد ﷺ اور اسلام کی تلاش پر اصرار کیا جائے۔ لیکن اس کے باوجود اس طرح کی تلاش ہمیں محمد ﷺ کے وجود کے بارے میں مایوسی کا باعث نہیں بناتی۔[53] انہوں نے خالصتاً مادہ پرستی کی اصطلاحات میں ایک مکمل روحانی تجربہ کی وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے۔ سوال کے بنیادی دینی جوہر کے باوجود، مذہبی لحاظ سے نبی اکرم ﷺ کی نزول کی تردید نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے تکنیکی دور میں سیکولر زبان زیادہ وسیع اور قابل فہم ہے ۔[54]

مصادر

1 Dr. William Montgomery Watt is a famous Scottish Orientalist and Islamic Scholar. He was born in 1909. He got his higher education from Edinburgh and Oxford Universities. The last Orientalist died in 2006. He wrote many books and articles on Islam, Quran and life of the Prophet Muhammad. He also wrote a commentary of the Quran “Companion to the Quran” along with his other books on the Quran.
2 Robert Spencer is an American anti-Islamic writer. He was born in 1962 and has a background in Catholic Christianity. He got his Master Degree from University of Chapal Hill. He is a director of the website Jihad Watch. He has published more than twenty books on Islam, Quran and other themes. His two books have been the New York Times best seller books. He also wrote a Quran commentary, “Blogging the Quran”. His has planned to publish his new Quran commentary, “The Critical Quran: The key Islamic commentary and Contemporary Historical Research” in November 2021
3 W. Montgomery Watt, Companion to the Qur’an: Based on the Arberry Translation (London: George Allen & Unwin Ltd., 1967), 09.
4 Watt, Companion,4.
5 William Montgomery Watt, Muhammad: Prophet and Statesman (London: Oxford University Press, 1961), 15.
6 Watt, Muhammad: Prophet and Statesman, 19.
7 William Montgomery Watt, Islam and Christianity Today: A Contribution to Dialogue (London: Routledge & Kegan Paul, 1983), 232.
8 William Montgomery Watt, Muhammad’s Macca, History in the Quran (Edinburgh: Edinburgh University Press, 1988),22.
9 Spencer, Robert, “Blogging the Quran.” Accessed November 4, 2013. http://www.jihadwatch.org.
10 Robert Spencer, The Truth about Muhammad (Washington DC: Regency Publishing, 2001), 38.
11 Spencer, “Interview,” by Brian Lamb, August 20, 2006.Accessed. http://www.q-and-a.org/Transcript/?ProgramID=1086 Retrieved March 10, 2008.

12 Spencer, The Truth about Muhammad, 7-11.
13 Moustafa Zayed, the lies about Muhammad: How You Were Deceived into Islamophobia, (California: Create Space Independent Publishing Platform, 2010),46.
14 Spencer, Truth about Muhammad, 47.
15 William Montgomery Watt, Islamic Fundamentalism and Modernity (London: Routledge, 1988).7.
16 عبدالقادر جیلانی، اسلام پیغمبر اسلام اور مستشرقین مغرب کا انداز فکر، (نئی دہلی: اریب پبلیکیشنز، 2007)، 262۔
17 ڈاکٹر محمد فیروز الدین شاہ کھگہ، "نبوت مصطفوی ﷺ کی آفاقیت اور استشراقی زاویہ نگاہ: نقد و جائزہ، "پشاور اسلامیکس 9، شمارہ۔ 1 (2018ء): 1-2۔
18 الفرقان 25:48۔
19 محمد قاسم نانوتوی، مجموعہ ہفت رسائل (دیوبند: دارالعلوم شیخ الہند اکیڈمی، س-ن)، 14۔
20 Stubbe Henry, Rise and Progress of Mohametanism (Lahore: orientalia,1975),156.
21 خرم مراد، مغرب اور عالم اسلام ایک مطالعہ (نئی دہلی: اریب پبلیکیشنز، 2011)، 272۔
22 William Montgomery Watt, Muhammad at Medina (Oxford: Oxford University Press, 1994), 325.
23 Watt, Muhammad: Prophet and Statesman, 12.
24 النساء 4:79۔
25 آل عمران 3:144۔
26 آل عمران 3:144۔
27 خرم مراد، مغرب اور اسلام ایک مطالعہ، 273-274۔
28 جیلانی، اسلام پیغمبر اسلام اور مستشرقین، 284۔
29 مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امر تسری، تفسیر ثنائی (ممبئی: الدار لسلفیہ، 2000)، 35-47۔
30 امر تسری، تفسیر ثنائی، 47-48۔
31 امر تسری، تفسیر ثنائی، 48-52۔
32 محمد ثناء اللہ ندوی، علوم اسلامیہ اور مستشرقین (لاہور: نشریات، 2009)، 11۔
33 الشوریٰ 42:52؛ العنکبوت 29:48۔
34 الاحقاف 46:9-12۔
35 شریف قاضی، اسوہ حسنہ قرآن کی روشنی میں (دہلی: مرکزی مکتبہ اسلامی، 1992)، 49-50۔
36 مولانا تقی عثمانی، بائبل سے قرآن تک (دیوبند: حافظی بکڈپو، 1996)، 97-182۔
37 جیلانی، اسلام پیغمبر اسلام اور مستشرقین، 153۔
38 محمد شہباز منج اور محمد ریاض محمود، "وحی اور مغربی واستشراقی فکر-ایک جائزہ"، پاکستان جرنل آف اسلامک ریسرچ 10، شمارہ 10 (2012): 58
39 منج اور محمود، وحی اور مغربی واستشراقی فکر، 59۔
40 منج اور محمود، وحی اور مغربی واستشراقی فکر، 60-
41 محمود احمد غازی، محاضرات قرآنی (لاہور: الفیصل پبلشرز، 2007)، 95۔
42 الدکتور محمد حسین علی الصغیر، المستشرقون والدراسات القرآنیہ (بیروت: دارالمورخ عربی، 2012ء)، 85۔
43 Adi Setia Mohd Dom,The Concept,Worldview of Islam (Academy,Unpublished paperwork),7.
44 Thameem Ushama, Issues in the Study of the Qur`an (Kuala Lumpur: Ilmiah Publisher, 2002), 71.
45 اشرف علی تھانوی، مکمل بیان القرآن (دہلی: تاج پبلیشرز، س-ن)، 53۔
46 سعید احمد اکبر آبادی، وحی الٰہی (دہلی: ندوۃ المصنفین، 1970)، 138۔

47 اکبر آبادی، وحی الٰہی، 131۔
48 امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن (لاہور: فاران فاؤنڈیشن، 1976)، 431-432۔
49 John Bagot Glubb, The Life of Muhammad) New York: Stein& Day, I97I),87.
50 صبحی صالح، مباحث فی علوم القرآن (دمشق: مطبعۃ جامعہ، 1964)، 9۔
51 محمد رشید رضا مصری، الوحی المحمدی (مصر: المکتب الاسلامی، ن۔ س)، 9:5۔
52 جلال الدین سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن (لاہور: سہیل اکیڈمی، س۔ن)، 1:23-24۔
53 Dr. Ata ur Rahman and Saeed Akhtar, "Muhammad (SAW) in the Near-Contemporaneous Non-Muslim Sources: An Appraisal of Robert Spencer's Views", Al-Idah 33 (June. 2016):27.
54Muhammad Benaboud, "Orientalism on the Revelation of the Prophet: The Cases of W. Montgomery Watt, Maxime Rodinson, and Duncan Black MacDonald ", The American Journal of Islamic Social Sciences 3, no. 2 (1986):38.